رسائل و مسائل

دارالاسلام کی نئی تعریف

سوال۔ میرے دو سوال حاضر خدمت ہیں امید کہ تسلی بخش جواب مرحمت فرمائیں گے۔

۱۔ دارالکفر، دارالحرب اور دارالاسلام کی صحیح تعریف کیا ہے؟ دارالکفر اور دارالاسلام میں کس چیز کو ہم اصلی اور بنیادی فرق قرار دے سکتے ہیں؟ مجھے اس مسئلے میں تردد حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی ظلہ کی حسب ذیل عبارت سے ہوا ہے:۔

"اگر کسی ملک میں اقتدار اعلیٰ کسی غیر مسلم جماعت کے ہاتھوں میں ہو، لیکن مسلمان بھی بہرحال اس اقتدار میں شریک ہوں اور ان کے مذہبی و دینی شعائر کا احترام کیا جاتا ہو تو وہ ملک حضرت شاہ صاحب[1] کے نزدیک بے شبہ دارالاسلام ہوگا اور از روئے شرع مسلمانوں کا فرض ہوگا کہ وہ اس ملک کو اپنا ملک سمجھ کر اس کے لیے ہر نوع کی خیرخواہی اور خیراندیشی کا معاملہ کریں۔" (نقش حیات جلد دوم ص۱۱)

آپ اس مسئلے میں میری رہنمائی فرمائیں۔

۲۔ آیت وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ٥ میں لفظ لعل آیا ہے جو شک کا کلمہ ہے۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کو ہر چیز کا قطعی علم ہے۔ پھر اس کی کیا توجیہ کی جائے گی؟۔

جواب۔ آپ نے اپنا پہلا سوال مجھ سے کرنے کے بجائے مولانا حسین احمد صاحب ہی سے کیا ہوتا تو بہتر تھا۔ آپ ان سے پوچھیے کہ ہندوستان کی موجودہ حکومت میں مسلمان جس درجہ شریک ہیں اور ان کے مذہبی و دینی شعائر کا جیسا کچھ احترام کیا جاتا ہے اس سے تو بدرجہا زیادہ وہ انگریزی دور میں شریک حکومت تھے اور اس سے بہت زیادہ ان کے شعائر مذہبی کا احترام انگریزی دور میں ہو رہا تھا۔ اگر کسی کو اس سے انکار ہو تو انگریزی دور کے مسلم وزراء اور ایگزیکٹو کونسل کے مسلم ممبروں اور فوجی اور سول محکموں کے مسلم ملازموں کی تعداد کا موجودہ بھارتی حکومت کے ہر شعبے میں حصہ پانے والے مسلمانوں کی تعداد سے مقابلہ کر کے ہر وقت اسے قائل کیا جا سکتا ہے۔

[1] یعنی شاہ عبدالعزیز صاحبؒ

رہا شعائر مذہبی کا احترام تو موجودہ ہندو اقتدار کے دور میں مساجد کی جتنی بے حرمتی ہوئی ہے اس کا مقابلہ انگریزی دور سے کر کے دیکھ لیا جائے، اس دور میں مسلمانوں کی جان و مال اور ان کی عورتوں کی عصمت پر جتنے حملے ہوئے ہیں ان کا مقابلہ انگریزی دور کے ایسے ہی حملوں سے کر لیا جائے، اور اس دور میں مسلمانوں کے پرسنل لا کا جو حشر ہوا ہے اس کے مقابلے میں دیکھ لیا جائے کہ ڈیڑھ سو برس کے انگریزی دور میں اس پرسنل لا کا کیا حال رہا ہے۔ اب اگر حضرت شاہ صاحب کی تعریف کے مطابق موجودہ بھارت بے شبہ دارالاسلام ہے تو انگریزی دور کا ہندوستان کیوں نہ تھا؟ آپ مولانا سے صاف صاف وہ وجہ فرق و امتیاز پوچھیں جس کی بنا پر ان کو انگریزی دور کا ہندوستان تو دارالکفر نظر آتا تھا اور موجودہ ہندوستان دارالاسلام نظر آتا ہے۔ اس سوال کا جو جواب مولانا دیں اس سے مجھے بھی مطلع فرمایئے تاکہ میں بھی اس نئی فقہی تحقیق سے فائدہ اٹھا سکوں۔ میں یہ سمجھنا چاہتا ہوں کہ موجودہ بھارت بھی اگر دارالاسلام ہے تو پھر دنیا میں کوئی ملک دارالکفر ہو بھی سکتا ہے یا نہیں۔

مولانا حسین احمد صاحب کے معتقدین چاہے کتنا ہی برا مانیں، مگر امر واقعہ یہ ہے کہ آج مولانا کی قیادت میں دیوبند اس مقام سے بھی بدرجہا زیادہ فروتر مقام پر کھڑا ہے جہاں انگریزی دور اقتدار کے آغاز میں علی گڑھ کھڑا ہوا تھا۔ سر سید اور چراغ علی اور محسن الملک وغیرہم نے انگریزی اقتدار کے ساتھ مصالحت کرنے میں اس تنزل کا عشر عشیر بھی اختیار نہیں کیا تھا جو اب مولانا حسین احمد اور ان کے ہم خیال علماء نے ہندو اقتدار کے ساتھ مصالحت میں اختیار کیا ہے۔ اُن نیچریوں نے اسلامی تصورات کو مسخ کرنے میں وہ جسارت کبھی نہ دکھائی تھی جس کا اظہار اب یہ سکہ بند علماء کر رہے ہیں اور غضب یہ ہے کہ اپنے ساتھ خاندان شاہ ولی اللہ اور اپنے دوسرے اکابر کو بھی لے ڈوبنا چاہتے ہیں تاکہ اپنے تقدس پر آنچ نہ آنے دیں۔

دوسرے سوال کا جواب یہ ہے کہ جن امور میں اللہ تعالیٰ نے انسان کو اختیار تفویض کیا ہے، ان میں اللہ تعالیٰ انسان کی اصلاح کے لیے جو تدبیر اختیار فرماتا ہے اس سے نتیجہ مطلوب کا برآمد ہونا اس پر موقوف ہے کہ انسان اپنے اختیار کو صحیح استعمال کرے۔ اور چونکہ اللہ تعالیٰ اسے ایسا کرنے پر مجبور نہیں کرنا چاہتا اس لیے وہ اس نتیجہ مطلوب کے برآمد ہونے کا ذکر لعل کے ساتھ کرتا ہے۔ یعنی اس نتیجے کا برآمد ہونا یقینی نہیں ہے، بلکہ اگر انسان صحیح طرز فکر